یہ دونوں رسالے تصوف میں ہیں۔ پہلے رسالہ میں اس پر بحث ہے کہ سلوک کا منتہیٰ کیا ہے؟ اور دوسرے رسالہ میں تصوف کے فلسفۂ تاریخ پر گفتگو ہے۔ لیکن یہ دونوں رسالے اس درجہ غامض اور دقیق المعنی ہیں کہ خواص علماء کے علاوہ ہر کسی کا ان کو سمجھنا آسان نہیں ہے۔ اس زمانہ میں مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ صاحب کے علوم و فنون کے سب سے بڑے شارح تھے اور ان رسالوں کے مرتب و محشی الاستاذ غلام مصطفیٰ صاحب القاسمی کو مولانا سے تلمذ خصوصی کا شرف حاصل ہے اسی لئے موصوف نے جا بجا حاشیہ میں تشریحی نوٹ لکھے ہیں اُن سے ان رسالوں کے فہم میں بڑی مدد ملتی ہے۔ ارباب علم کو اکاڈمی کا شکر گذار ہونا چاہیئے کہ اُس نے حکمت ولی اللہی کے جواہر گرانمایہ کو وقفِ عام کر دیا اور بڑے اہتمام کے ساتھ۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

کچکول نامہ: مؤلفہ مخدوم ابوالحسن داہری نقشبندی مرتبہ مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی تقطیع متوسط ضخامت ۲۰۵ صفحات۔ ٹائپ جلی و روشن قیمت ایک روپیہ۔ پتہ:۔ اکادمیۃ الشاہ ولی اللہ الدہلوی۔ صدر حیدر آباد سندھ۔ پاکستان۔

مخدوم ابوالحسن داہری نقشبندی بارہویں صدی ہجری میں سندھ کے اکابر علماء و مشائخ میں سے تھے۔ ۱۱۵۰ھ میں وفات ہوئی۔ علوم ظاہری سے فراغت کے بعد حضرت مجدد الف ثانی ایسے بزرگوں سے معرفت و سلوک کی راہ میں استفادہ کیا اگرچہ آپ کو خرقۂ ارشاد اور اجازتِ بیعت شیخ عبدالرسول احمد آبادی نے عطا فرمایا تھا۔ درس و تدریس اور وعظ و ارشاد کے علاوہ چند کتابیں بھی آپ کے قلم گوہر رقم کی رہین منت ہیں۔ انھیں میں سے ایک یہ مثنوی کی بحر میں منظوم رسالہ ہے یہ اگرچہ بقامت کہتر ہے لیکن بقیمت بہتر ہونے میں شبہ نہیں اس میں مخدوم صاحب نے شریعت و طریقت، فقہ و تصوف کے باہمی تعلق۔ اقسام کشف و معرفت۔ عالم ناسوت و ملکوت اور عالم مثال اور اعیان ثابتہ وغیرہ پر جو گفتگو کی ہے بڑی دقیق اور بصیرت افروز ہے۔ فاضل مرتب نے کہیں کہیں فاضلانہ حواشی لکھنے کے علاوہ شروع میں ایک طویل مقدمہ لکھا ہے جس میں مخدوم صاحب کے حالات و سوانح اور آپ کی تصنیفات کا عجیب تذکرہ ہے کتاب کی زبان فارسی ہے۔